پائیدار ترقی میں قدرتی وسائل کے استعمال کے ضوابط اسلامی تعلیمات کے تناظر میں

Regulations on the use of natural resources in sustainable development

Dr.Majid Rashid

1. Lecturer of Islamic Studies, Khwaja Freed University of Engineering & IT R.Y Khan

Majid.rashid@kfueit.edu.pk

2. Dr. Ahmed Raza ul Habib, Lecturer, University of Narowal

3. Dr. Abdul Rahman, Assistant Lecturer, department of Islamic Studies, University of Gujrat

Abstract:

Sustainable development is a contemporary concern to perfect figure generations in the age of globalisation and knowledge. Islam is not only a religion, but also a way of life that is built on divine Sharia principles that address mankind's long-term growth. In 2015, the concept of sustainable development implies that it is environmentally friendly. Environmental protection. This is due to public apathy and psychological responsibility on the part of the public. There should be no action that destroys the environment in the name of development. There must also be precautions made to guarantee that industrialists do not destroy the environment. It necessitates a shift in people's mindsets. Natural resources' "survival" or "protection" This article will explore the use of natural resources in sustainable development in the form of Islamic perspective.

Keywords: natural resources, sustainable development, environment, Regulations

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو وجود بخشا ہے اور اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے تمام وسائل دینے ہیں، جیسے پانی، جنگلات اور ہوا وغیرہ ہیں۔ اسلامی نظام حیات صرف انسانی خوشحالی پر ہی توجہ مرکوز نہیں کرتا بلکہ اس کے قدرتی تحفظ پر بھی زور دیتا ہے۔ سسٹینبل ڈولپمنٹ کا مقصد ماحول کو خراب کرنے والے امور سے ماحول کی حفاظت کرنے ہے، اس لئے قدرتی وسائل و ماحول کے تحفظ کا تاکییدی حکم دیا گیا ہے اور اس کے تحفظ کرنے والے کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ قدرتی وسائل کے تحفظ کے لئے موجود دور میں Sustainable Development کی اصطلاح بیان کی جاتی ہے، الحاصل یہ کہ یہ وہی نقطہ نظر ہے جس کا تاکییدی حکم اسلام 1400 سالوں سے دے رہا ہے۔ اس آرٹیکل میں پائیدار ترقی، قدرتی وسائل اور اسلامی تعلیمات کے پس منظر میں پائیدار ترقی میں قدرتی وسائل کے استعمال کے لئے ضوابط کو بیان کیا جائے گا۔

پائیدار ترقی:

موجودہ دور میں قدرتی وسائل کے تحفظ بالخصوص ماحولیاتی نظام کے تحفظ اور ایک مثالی معاشرے کے وجود کے لئے پائیدار ترقی کی ٹرم کو متعارف کروایا گیا ہے، 1983ء کو ماحول کی ترقی کے لئے اقوام متحدہ نے Harlem Brundtland کی قیادت میں ایک کمیشن قائم کیا، اسی کمیشن کی رپورٹ 1987ء میں "Our Common Future" کے نام سے شائع ہوئی، جس میں اس بات کو ذکر کیا گیا کہ اگر انسانوں نے اپنے رہن سہن کے طریقے کو تبدیل نہ کیا تو اس سے ماحولیاتی نظام تباہ و برباد ہو جائے گا، جس سے انسانیت کے لئے مشکلات میں اضافہ ہونے کا خدشہ ہے۔ اسی نظریہ کے لئے ہارلم بروندلیٹ نے سسٹینبل ڈولپمنٹ (Sustainable Development) کا نظریہ پیش کیا اور اس کا مفہوم یوں بیان کیا ہے:

"Development that meet the needs of the present without compromising the ability of future generation to meet their own needs."²

اقوام متحدہ کا اجلاس جو 1992 میں برازیل کے شہر "ریو" میں منعقد ہوا، اس میں حقیقی ترقی کی تصور پیش کیا گیا کہ وہ ترقی جس میں اقتصادی، ماحولیاتی اور سماجی نظام میں توازن قائم رکھا جائے، اس مقصد کے حصول کے لئے پائیدار ترقی کے کئی مقاصد بیان کیے گئے کہ پائیدار ترقی اس چیز کا نام نہیں ہے کہ مستقبل میں لاحق ہونے والے خطرات کے وجہ سے اپنی ضروریات کو نظر انداز کر دیا جائے یہ درست نہیں ہے۔

قدرتی وسائل:

"ایسے وسائل جو اللہ تعالیٰ نے دنیا کے مختلف ممالک کو زرخیز مٹی، جنگلات، معدنیات اور پانی وغیرہ کی شکل میں عطا کئے ہیں قدرتی وسائل کہلاتے ہیں۔ یہ وسائل عطیہ خداوندی ہیں۔ انسان ان کا کھوج لگا سکتا ہے اور ان قدرتی وسائل سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ قدرتی وسائل سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی قدرتی وسیلہ کا جغرافیائی محدود نخلے میں ایسا غیر معمولی ارتکاز (ذخیرہ) ہو، جس کی وجہ سے اس کا منافع حصول فی زمانہ یا

¹ ہیللم برنڈٹ 20 اپریل 1939 کو پیدا ہوئیں، آپ تین دفعہ ناروے کے وزیر اعظم رہیں، اقوام متحدہ میں صحت اور ماحول سے متعلق مختلف ذمہ داریاں نبھائیں۔ نظریہ سسٹینبل ڈولپمنٹ کی بانی ہیں۔

https://en.wikipedia.org/wiki/Gro_Harlem_Brundtland

² <http://www.iisd.org/topis/sustainable-development>

مستقبل میں ممکن ہو۔ وہ قدرتی وسائل جس کا محل وقوع، مقدار، ساخت اور معیار کی بابت تمام کوائف ارضیاتی شواہد یا ضروری پیمائش موجود ہوں "شناخت شدہ قدرتی وسائل" کہلاتے ہیں جب کہ وہ وسائل جو مکمل طور پر کسی علاقے میں موجود ہوں لیکن ان کی بابت کوئی اطمینان بخش معلومات موجود نہ ہوں "غیر شناخت شدہ قدرتی وسائل" کہلاتے ہیں لیکن آنے والے دور میں منافع بخش ثابت ہو سکتے ہیں۔³

قدرتی وسائل کی اہمیت

قدرتی وسائل بہت ساری وجوہات کی وجہ سے اہمیت کے حامل ہیں:

- جن ممالک کے پاس یہ وسائل کثرت سے ہوتے ہیں وہ ترقی کی دوڑ میں آگے ہیں، بشرطیکہ وہ ان کا استعمال دانشمندی سے کرتے ہیں، ورنہ ایسے ممالک بھی موجود ہیں جن کے پاس یہ وسائل کثرت سے موجود ہیں لیکن ان کے دانشمندانہ استعمال کے فقدان کی وجہ سے وہ ترقی کی دوڑ میں پیچھے ہیں۔
- کسی بھی ملک کی ترقی کا سبب بننے میں ان وسائل کا ایک اہم کردار ہے۔
- مادی ضروریات کو فراہم کرنے میں ان وسائل کا کلیدی کردار ہے۔
- کسی بھی ملک کی کارباری ترقی میں ان وسائل کا مضبوط ہونا بہت زیادہ ضروری ہے۔

پائیدار ترقی میں قدرتی وسائل کا استعمال اسلامی تناظر میں:

سماجی عدل، معاشی انصاف اور ماحولیاتی اور قدرتی وسائل پائیدار ترقی کے بنیادی مقاصد ہیں، ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے بہت سے اہداف مقرر کیے گئے ہیں، ہمیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزوں کی حتی الوسع حفاظت کریں، اس میں ماحول اور دوسرے تمام جاندار اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزیں شامل ہیں، یہاں تک کہ گھر کے پاس سے نہر گزر رہی ہو تو اس سے بھی پانی ضائع کرنے کو روا نہیں رکھا گیا۔

آبی وسائل:

اللہ کریم نے اسلامی دنیا کو متفرق آبی وسائل سے مالا مال کیا ہے، اس میں جھیلیں، نہریں، دریا اور زمینی پانی وغیرہ شامل ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بارشوں کی صورت میں نازل ہونے والا کثیر پانی ہوتا ہے، ہم اس پانی کو شریعت کی روشنی میں افراط و تفریط سے بچا کر اعتدال کے ساتھ استعمال کریں تو پانی ہماری ضروریات کو کفایت کرے گا۔ لیکن بد قسمتی سے درست منصوبہ بندی کے معدوم ہونے کی وجہ سے پانی کی قلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور پانی زرعی ضروریات کے لئے ناکافی ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ اسلامی ممالک کا 91 فیصد پانی زراعت میں استعمال ہوتا ہے اور پانچ فیصد گھریلو کاموں میں اور چار فیصد پانی صنعت میں استعمال میں آتا ہے۔

قدرتی وسائل میں ایک اہم وسیلہ پانی ہے، اسی پانی کو اللہ تعالیٰ نے اصل حیات اور سبب حیات بنایا ہے اور اسی سے زندگی کا آغاز کیا ہے:

"وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَّاءٍ فَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ"⁴

"اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے پھر ان میں سے کچھ وہ ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں، کچھ وہ ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو چار پر چلتے ہیں۔"

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے:

"وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ"⁵

"اور ہم نے پانی سے ہر جاندار چیز کو بنایا ہے۔"

قرآن کریم میں 61 مقامات پر پانی کی اہمیت اور ضرورت کو بیان کیا گیا ہے، جس سے یہ بات مرثع ہوتی ہے کہ شریعت کی روح سے پانی زندگی کا سبب اور نعمت خداوندی ہے جس پر زندگی کا انحصار ہے، معیشت، زراعت اور صنعت وغیرہ کی ترقی پانی پر ہی منحصر ہے، نیز کائنات کا حسن و جمال اور رنگینی پانی ہی کی مرحون منت ہے، انہیں وجوہ کے پیش نظر اللہ کریم نے پانی آسمان سے اتار کر اپنی نعمت عظیمہ کا اظہار فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

"أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً"⁶

³ "natural resources - definition of natural resources in English". Oxford Dictionaries. 2014-04-20. Retrieved 2016-12-12.

⁴سورۃ النور: 24

⁵سورۃ الانبیاء: 21

”یتم دیکھنے نہیں کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے اور اس کی بدولت زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔“

اس آیت کریمہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کائنات کا حسن و جمال اور تمام جانداروں کے لئے پانی حیات کا موجب ہے، پانی کی اسی ضرورت اور اہمیت کے پیش نظر اس کے ضیاع سے روکا گیا ہے، نیز ایک ایمان والا اپنے تمام اعمال کی ادائیگی کے لئے پانی کا محتاج ہوتا ہے، اس کے بغیر اسے مجبور کی حالت میں دوسرے طریقوں کو اختیار کرتا ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ“⁷

”کھاؤ اور پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“

دوسرے مقام پر اس کو یوں بیان فرمایا گیا ہے:

”كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْثُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ“⁸

”اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور پیو اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ۔“

اللہ کریم کو بندوں سے پیار و محبت ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ مخلوق کو اپنا کنبہ قرار دیا ہے، جو اس کے کہنے کا خیال رکھتا ہے اسے بھی پسند کیا ہے، کائنات کی ہر چیز کو انسان کے مفاد اور فائدے کے لئے تخلیق کیا ہے، البتہ اپنی نعمتوں کے استعمال میں اعتدال کی تعلیم دی ہے اور افراط و تفریط کو ممنوع قرار دیا ہے، رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

”حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهَيْعَةَ، عَنْ حُجَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمَعَاوِرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْخُبَلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ، وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ: «مَا هَذَا السَّرْفُ» فَقَالَ: «أَفِي الْوَضُوءِ إِسْرَافٌ»، قَالَ: «نَعَمْ، وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهْرٍ جَارٍ»⁹

”ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کا گزر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا اور وہ وضو کر رہے تھے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا یہ کیا اسراف کر رہے ہو تو انہوں نے عرض کیا، کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اگرچہ تم بہتی نہر کے کنارے ہی کیوں نہ ہو۔“

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات مرشح ہوتی ہے کہ کسی بھی حال میں پانی کے ضیاع سے روکا گیا ہے۔

شریعت مطہرہ نے واضح الفاظ میں پانی کو آلودہ کرنے سے منع کیا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد عالی شان ہے:

”قَالَ: «لَا يَتَوَلَّى أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي، ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ»¹⁰

”تم میں سے کوئی بھی کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے۔“

”پانی کے ذخائر انسانوں کی بدانتظامی اور غیر ضروری استعمال کی وجہ سے دن بدن کم ہوتے جا رہے ہیں، صنعتوں کے پھیلاؤ، دیہاتوں سے شہروں کی طرف آبادی کے رخ اور پرعیش طرز زندگی نے ان مسائل میں مزید اضافہ کیا ہے اور نہ صرف پانی کا غیر ضروری استعمال ہو رہا ہے بلکہ پانی کو آلودہ بھی کیا جا رہا ہے۔ گلوبل وارمنگ، موسمیاتی تبدیلی اور درختوں کے بے دریغ کٹاؤ کی وجہ سے پیٹھے پانی کا ضیاع ہو رہا ہے۔ ماحولیاتی میدان میں پانی کی کمی اور اس کی آلودگی سے نمٹنا ایک چیلنج ہے۔“¹¹

ان احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پانی کی اہمیت دین اسلام میں تسلیم شدہ ہے، نیز پانی کے معتدل انداز میں استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

زرعی زمین:

اللہ تعالیٰ نے زمین کے پیدا کرنے کو انسانی آبادی کا سبب قرار دیا ہے:

”هُوَ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا“¹²

⁶سورۃ الحج 63:22

⁷سورۃ الاعراف 7:31

⁸سورۃ البقرۃ 2:6

⁹ابن ماجہ أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم أبيه يزيد (المتوفى: 273هـ)، سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء

الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي، ج1، ص147

¹⁰محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري الجعفي، صحيح البخاري، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى،

1422هـ، ج1، ص57

¹¹<http://www.greenfacts.org/en/water-resources/>

" اسی نے تم کو زمین میں پیدا کیا اور اس میں تمہیں آباد کیا "۔

اللہ تعالیٰ کا جانشین اور خلیفہ ہونے کی وجہ سے انسانوں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ زمین کی حتی اوسع حفاظت کریں۔ صحت مند معاشرے کے لئے قدرتی ماحول کا سرسبز و شاداب ہونا انتہائی ضرور ہے، اس لئے آپ ﷺ نے ماحول کو تروتازہ بنانے کے لئے کیے جانے والے اقدامات کو سراہا ہے، درختوں کی حفاظت اور دیکھ بھال کرنے کی تعریف بیان کی گئی ہے، حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین کا ارشاد کرای ہے:

" حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا، أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَمَا أَكُلَ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَيْهيمَةٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ» " 13

" جو مسلمان کوئی درخت یا کھیتی اگا تا ہے، جس سے کوئی پرندہ یا انسان ان یا حیوان ان کھاتا ہے، تو یہ بھی اس کے لئے باعث ثواب ہے۔ "

شریعت مطہرہ نے غیر آباد زمین کو آباد کرنے کے لئے یہ حکم جاری کیا ہے کہ غیر آباد زمین جو کسی کی ملکیت میں نہ ہو تو جو شخص اس کو آباد کرے گا اس کو یہی اس کا مالک سمجھا جائے گا، تاکہ زیادہ سے زیادہ زمین کو آباد کیا جاسکے۔

موسمی حالات کے اعتدال کے باوجود زرعی زمینوں کا استعمال درست طریقے پر نہیں ہو رہا، روز بروز زمینیں بخر ہو رہی ہیں، یقیناً یہ حالات منصوبہ بندی کے فقدان یا درست منصوبہ بندی نہ ہونے کا نتیجہ ہیں، حالانکہ ہر کوئی اس بات سے اچھی طرح باخبر ہے کہ انسان کی زیادہ تر ضروریات کا حصول زراعت ہی سے متعلق ہے، جس طرح قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

" وَفِي الْأَرْضِ قَطْعٌ مُتَجَاوِرَاتٍ وَجَنَاتٌ مِنْ أُعْتَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَعَيْبٌ صِنْوَانٍ يُسْقَى بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفَّضَلُ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْأَكْلِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ " (4) 14

" اور زمین میں باہم متصل کھلے ہیں اور انگوروں کے باغات ہیں نیز کھیتیاں اور کھجور کے درخت ہیں جن میں سے کچھ دوہرے تنے کے ہوتے ہیں اور کچھ دوہرے نہیں ہوتے، سب کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے لیکن پھلوں میں (لذت میں) ہم بعض کو بعض سے بہتر بناتے ہیں، عقل سے کام لینے والوں کے لیے یقیناً ان چیزوں میں نشانیاں ہیں۔ "

زراعت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ شروع سے ہی اسلامی تعلیمات بخر زمین کی آباد کاری کی تاکید کرتے ہوئے نظر آتی ہیں، جیسا کہ پیارے نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

" حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ غُرُوفَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: " مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ " 15

" جس نے بخر زمین کو آباد کیا وہ اس کی ہے۔ "

آپ ﷺ اپنے اس اور اس جیسے دوسرے فرامین عالی شان کے ذریعے زمین کی آباد کاری کی تاکید فرما رہے ہیں، جیسا کہ اس حدیث مبارکہ میں ترغیب کے انداز میں تعلیم جاری ہے کہ زمین کی آباد کاری کے ساتھ صرف اخروی مفاد ہی متعلق نہیں، بلکہ دنیا میں بھی جو مردہ زمین کو آباد کرے گا وہ اسی کی ملکیت ہوگی۔

فضائی آلودگی:

جس طرح انسان کی بنیادی ضروریات میں پانی کا ذکر آتا ہے، اسی طرح انسانی بنیادی ضرورتوں میں صاف ستھری ہوا بھی شامل ہے، اللہ کریم نے اپنی قدرت کاملہ سے تمام انسانوں کی یکساں طور ضرورتوں کو سامنے رکھ کر اسی کے مطابق قدرتی وسائل بھی عطا کیے ہیں، ہوا کے بغیر زندگی کا وجود محال ہے، اسی اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو یکساں طور پر ہوا عطا فرمائی ہے۔ لیکن انسانوں نے اپنے ہاتھوں سے جہاں صنعتی میدان میں ترقی کی منازل طے کی ہیں، وہی ہوا اور فضاء کو بھی گد لہ کر لیا ہے، اسی فضائی آلودگی کی وجہ سے نہ صرف انسانوں کو بلکہ تمام جانداروں کو مشکلات کا سامنا ہے، اس کے ساتھ ساتھ فضاء کو آلودہ کرنے کی وجہ سے درجہ حرارت میں بھی غیر معمولی حد تک اضافہ ہو گیا ہے اور اسی اضافے کو بیان کرنے کے لئے گلوبل وارمنگ کی اصطلاح ہو رہی ہے، صنعتی فیکٹریوں اور گاڑیوں وغیرہ سے نکلنے والے زہر آلودہ گیس ہوا میں اکٹھے ہو کر فضاء کو آلودہ کر رہی ہیں اور درجہ حرارت کو بڑھا رہی ہیں۔

12 سورہ ہود 61:11

13 محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب المزارعت، باب فصل الزرع والغرس اذا اكل منه، ج 3، ص 103

14 سورہ رعد 4:13

15 أبو داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني (المتوفى: 275هـ)، سنن أبي داود، الناشر: دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430 هـ، ج 4، ص 680

" زمین کے ماحولیاتی نظام میں کئی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں، ان میں نمایاں موسمی تبدیلی (Climate change) ہے، عصر حاضر میں اس موسمی تبدیلی کو ماحولیاتی نظام کا سب سے بڑا مسئلہ قرار دیا گیا ہے اور رفتہ رفتہ سائنسدان انسانی زندگی پر اس کے اثرات سے واقفیت حاصل کر رہے ہیں، اس تبدیلی کا اثر زراعت، ماحول، توانائی اور سب سے بڑھ کر انسانی صحت پر رونما ہو رہے ہیں، نئی بیماریوں کی ایک وجہ درجہ حرارت کا تیزی سے بڑھنا ہے جس کے نتیجے میں شرح اموات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔"¹⁶

اسی ہوا کو شریعت مطہرہ نے انسان کا بنیادی حق قرار دینے کے ساتھ ساتھ نعمت خداوندی قرار دیا گیا ہے اور اس کا ذکر قرآن کریم میں مختلف انداز سے وارد ہوا ہے، جس طرح ایک جگہ ہواؤں کو رحمت خداوندی (بارش) کے برسنے کا موجب قرار دیا ہے:

"وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَّاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ"¹⁷

"اور وہ وہی اللہ ہے جو اپنی رحمت (بارش) کے آگے آگے ہوائی بھیجتا ہے جو (بارش) کی خوشخبری دیتی ہیں۔"

آپ ﷺ نے بھی بہت سارے مقامات پر ماحول کی حفاظت کی تلقین فرمائی ہے اور فضاء کو آلودہ کرنے سے روکا ہے اور بلکہ یہاں تک کہ جہوم کی جگہوں پر گندگی اور بدبو پھیلانے کی ممانعت فرمائی ہے:

"وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَكَلَ الثُّومَ أَوْ البَصَلَ مِنْ الْجُوعِ أَوْ غَيْرِهِ فَلَا يَقْرَأُ مَسْجِدَنَا»"¹⁸

"تم میں سے جو لہسن یا پیاز کھائے چاہے بھوک کی حالت میں بغیر بھوک کے، وہ مسجد میں نہ آئے۔"

اسلام اور قدرتی وسائل کا تحفظ:

اسلام نے انسان کو تمام مخلوقات میں اشرف مقام عطا کیا ہے اور اس کی بھشت کا مقصد انسانیت کی خیر خواہی کو ہی قرار دیا ہے اور ایک مثالی نظام حیات دیا جس میں صلاح اور خیر خواہی کے جذبے کو بڑی اہمیت سے بیان کیا، فساد کی مذمت بیان کرتے ہوئے فساد کو بہت بڑا جرم قرار دیا ہے، اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے ابو اعلیٰ مودودی اپنی تفسیر میں رقم دراز ہیں:

" اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک صالح نظام حیات کے ساتھ اس دنیا میں بھیجا تھا اور یہ صالحیت اسے بتدریج حاصل نہیں ہوئی بلکہ اس کی زندگی کی ابتدا ہی صلاح سے ہوئی تھی اور بعد میں انسان نے درست نظام کو اپنی حماقتوں اور کوتاہیوں سے بگاڑنا شروع کیا اور زمین میں فساد پھیلایا، زمین کے انتظام میں اصل چیز صلاح ہی ہے نہ کہ فساد۔" اسی وجہ سے اللہ کریم نے بھی اپنے بندوں کو زمین میں فساد پھیلانے سے روکا ہے:¹⁹

" وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ "²⁰

"زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد برپا مت کرو۔"

موجودہ دور میں ہونے والی ترقیاں خواہ وہ سائنسی میدان میں ہو، خواہ صنعتی میدان میں ہو یا زراعی میدان میں ہو، ان تمام کے باوجود ان میدانوں میں ہونے والی تبدیلیوں نے نئے نئے مسائل کو جنم دیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانوں نے ترقی کے نام پر اپنے تمام وسائل کو حد سے زیادہ استعمال کیا اور افراط کا شکار ہو کر اعتدال کی راہ کو بھلا دیا ہے، جس کی وجہ سے ہر روز نئے نئے مسائل معاشرے میں پیدا ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

قدرتی وسائل کے استعمال میں توازن:

اسلام کی تمام تعلیمات کا اگر ہم بظرف غائر مطالعہ کریں تو ہمیں تمام تعلیمات میں توازن واضح انداز میں نظر آتا ہے، اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تمام چیزوں کو انسان کا خادم اور انسان کے مفاد کے لئے بنایا ہے اور انسان ساری کائنات میں سب سے بہترین سانچے میں پیدا کر کے سب کا سردار بنایا ہے۔ ساری کائنات کا سردار اور محروم بنا کر انسان کے لئے تمام چیزوں کو مستخرک دیا اور انسان کو اعتدال کی راہ پر چلنے ہوئے ان سے مستفید ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے، انسانوں کی ضروریات کے موافق وسائل بھی عطا کیے، وسائل میں کمی یا نقصان اس وقت ہی نظر آتا ہے جب ان کا درست استعمال نہ کیا جائے یا حد سے زیادہ استعمال کیا جائے یا انہیں ضائع کر دیا جائے، اسی بات کو اللہ کریم نے یوں بیان فرمایا ہے:

"إِنَّا مَكَلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَا بَقَدَرٍ"²¹

¹⁶ <http://www.nrdc.org/globalwarming/climatebasics.asp>

¹⁷ سورة الاعراف 7: 57

¹⁸ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، ج 1، ص 170

¹⁹ ابو الاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ج 2، ص 34

²⁰ سورة الاعراف 7: 85

²¹ سورة القمر 54: 49

”ہر چیز کو ایک خاص اندازہ ہوا مقرر کے ساتھ بنایا ہے۔“ مزید ارشاد فرمایا :

”الَّذِي خَلَقَ فَسْوَى (2) وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَى (3)“²²

”اللہ کی ذات وہ ہے جس نے تخلیق کی اور تسویہ کیا اور وہی ہے جس نے تقدیر بنائی یعنی ایک خاص انداز مقرر کیا اور رہنمائی فرمائی،“
اس آیت کریمہ سے یہ بات مرشح ہوتی ہے، اللہ کریم نے ہر جاندار کے مناسب ماحول بھی مہیا کیا جو اس کی ضروریات کے متوازی ہے۔

دوسرے مقام پر اللہ کریم نے اسی بات کو اس انداز میں بیان فرمایا ہے :

”خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ“²³

” اور وہی ہے جس نے اس کو یعنی انسان کو بنایا اور اس کی تقدیر مقرر کی۔ “

انسانی ذات کے اجزاء سے لے کر کائنات کی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ نے توازن کو پیدا کر دیا، جو اللہ کریم کی عظمت اور کمال قدرت پر دال ہے، جیسا کہ ایک اور جگہ فرمانِ ربانی ہے:

”وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَرَهُ تَقْدِيرًا (2)“²⁴

” ہم نے ہر چیز کی تخلیق کی اور پھر ٹھیک کیا اور ناپ کر۔ “

کائنات کے ہر جزو کو اللہ کریم نے کمال قدرت سے پیدا فرمایا اور پھر کمال قدرت ہی سے اس کے نظام کو چلا رہے ہیں:

”وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِثْقَالِ ذَرَّةٍ“²⁵

”اللہ جانتا ہے جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور ہر چیز کے لئے اس کے ہاں اندازہ مقرر ہے“ اس کائنات میں ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا گیا ہے:

”هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰ أَجَلًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهُ“²⁶

” وہی اللہ ہے جس نے تمہیں گیلی مٹی سے پیدا کیا، پھر ایک معیار مقرر کر دیں اور ایک متعین ميعاد اسی کے پاس ہے۔ “

کیونکہ انسان پر فنا ہے، بقا نہیں، اس لئے اللہ کریم نے انسان کو وسائل بھی فانی عطا فرمائے جو اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ہیں بشرطیکہ ان کا استعمال اعتدال کی راہ پر رہ کر کیا جائے۔

قرآنی علوم سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہو رہا ہے کہ کائنات کی ہر چیز کو اللہ کریم نے مخصوص وقت کے لئے عارضی طور پر بنایا ہے اور وجود بخشا ہے، جب انسان عارضی طور پر اس دنیا میں آیا ہے تو اس کے لئے تمام وسائل کو بھی محدود اور مخصوص وقت کے لئے اس کی ضروریات کے موافق عطا فرمائے ہیں اور انسان کو اس بات کا پابند بنایا ہے کہ وہ ان کے استعمال میں افراط و تفریط سے کنارہ کش ہو کر اعتدال کی راہ پر گامزن ہو تو اس کو وسائل کی کمی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا، نیز ان وسائل کو امانت قرار دے کے ان میں خیانت کرنے والوں کو ناپسند کیا ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

”إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ“²⁷

” بے شک اللہ تعالیٰ حد سے گزر جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ “

جو لوگ بھی اللہ کریم کی مقررہ کردہ حدود سے تجاوز کرتے ہیں تو نافرمانوں کے زمرے میں شمار فرما کر ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا ہے، پھر اللہ کریم نے اس امت کو بھی امت وسط کا خطاب دے، ان کے اعتدال کے رستے کو اختیار کرنے کی بھی نشاندہی کر دی ہے:

”وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا“²⁸

²²سورۃ الاعلیٰ 87: 2، 3

²³سورۃ عبس 89: 19

²⁴سورۃ الفرقان 25: 2

²⁵سورۃ الرعد 13: 8

²⁶سورۃ الانعام 6: 2

²⁷سورۃ البقرۃ 2: 190

²⁸سورۃ البقرۃ 2: 143

"اور اسی طریقی ہم نے تمہیں درمیانی امت بنایا ہے"

امت وسط سے مراد ہوتی ہی وہ امت ہے جو زندگی کے تمام معاملات میں افراط و تفریط سے اجتناب کرتی ہے اور اعتدال کی راہ پر گامزن ہوتی ہے، انسانی عظمت و شان کا موجب بھی اسی صفت کو قرار دیا گیا ہے اور انسانی زندگی کے تمام شعبہ جات میں یہی وصف نمایاں انداز میں عیاں ہوتا ہے۔ انسانی ترقی دوسرے انسانوں کے لئے وبال جان بنے تو ایسی ترقی کو ممنوع قرار دیا ہے، جیسا کہ اگر صنعت و حرفت وغیرہ کی ترقی کی وجہ انسانوں کو زندگی گزارنا ناممکن اور مشکل ہو جائے تو ایسی ترقی ہی سے روک دیا گیا ہے، ان باتوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ کریم نے انسان کو قدرتی وسائل عطا کر کے انسان کو ملکیت بھی عطا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے استعمال کرنے میں اعتدال کا پابند بھی کیا ہے۔

حاصل کلام:

حاصل کلام یہ ہے کہ پائیدار ترقی کے حصول کے لئے قدرتی وسائل کی حفاظت کرنا ہر انسانی کی ذاتی ذمہ داری ہے، جس کی وجہ سے اس کو بھی فائدہ ہو گا اور پورے معاشرے کو بھی خوشحالی نصیب ہوگی، اس بات کی تاکید قرآن و سنت سے معلوم ہوتی ہے کیونکہ قرآن و سنت کے وہ مضامین جو اعتدال و میانہ روی کی طرف مغازی ہیں، اسی بات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اسلامی معاشرے کی ہی یہ خوبی ہے کہ تہذیبوں کے تصادم کے باوجود قدرتی وسائل کی حفاظت کی تعلیم دیتا ہے اور ان کے استعمال میں اعتدال کے طرز کو اختیار کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ اسی لئے ہمیں بھی چاہیے کہ اسلام کی روشن تعلیمات پر عمل پیرا ہو جو خیر خواہی پر مبنی ہیں۔